رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کی سنت پر عمل واجب ہے
اور اس کا منکر کافر ہے

تالیف:

عزت مآب شیخ

عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز

رحمہ اللہ

شركاء التنفيذ:

دار الإسلام | جمعية الربوة | رواد الترجمة | المحتوى الإسلامي

يتاح طباعة هذا الإصدار ونشره بأي وسيلة مع
الالتزام بالإشارة إلى المصدر وعدم التغيير في النص.

Telephone: +966114454900
ceo@rabwah.sa
P.O.BOX: 29465
RIYADH: 11557
www.islamhouse.com

بسم الله الرحمن الرحیم

مقدمه

تمام تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے، اور اچھا انجام تقوی اختیار کرنے والوں کے لئے ہے، اور درود وسلام ہو اللہ کے بندہ ورسول محمد پر جو تمام عالم کے لئے رحمت اور تمام بندوں پر حجت بنا کر بھیجے گئے، اوران کے اہل و عیال اور اصحاب پر جنھوں نے اپنے پاک رب کی کتاب اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو اپنے بعد والوں تک، ایمانداری اور کمال کے ساتھ، اور معانی اور الفاظ کی مکمل حفاظت کے ساتھ پہونچایا- اللہ ان سے راضی ہو اور ان کو راضی کردے- اور ہمیں بھلائی کے ساتھ ان کی اتباع کرنے والوں میں سے بنائے-

حمد وصلاۃ کے بعد:

قدیم وجدید تمام علمائے کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ احکام کو ثابت کرنے اور حلال وحرام کو بیان کرنے کی معتبر دلیل اللہ کی وہ معزز کتاب ہے جس کے پاس باطل بھٹک بھی نہیں سکتا نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے‘ اس کے بعد اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے‘ جو اپنی خواہش سے نہیں بلکہ آپ کے اوپر جو وحی نازل ہوتی اس کی روشنی میں بولتے تھے‘ اس کے بعد علمائے امت کا اجماع ہے‘ اور دیگر دلائل کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے‘ جن میں سب سے اہم دلیل قیاس ہے‘ اور جمہور اہل علم قیاس کی حجیت کے قائل ہیں بشرطیکہ اس کے معتبر شروط پائے جاتے ہوں‘ ان اصول کے دلائل بے شمار اور نہایت مشہور ہیں:

احکام کو ثابت کرنے کی معتبر دلائل

پہلی دلیل:

اللہ کی معزز کتاب

جہاں تک پہلی دلیل کی بات ہے تو: وہ اللہ کی معزز کتاب ہے،

ہمارے عزیز وبرتر پروردگار نے اپنی کتاب میں مختلف مقامات پر یہ وضاحت فرمائی ہے کہ اس کتاب کی اتباع کرنا اس کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور اس میں بیان کردہ حدود واحکام کی پاسداری کرنا واجب ہے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿ٱتَّبِعُواْ مَآ أُنزِلَ إِلَيۡكُم مِّن رَّبِّكُمۡ وَلَا تَتَّبِعُواْ مِن دُونِهِۦٓ أَوۡلِيَآءَۗ قَلِيلٗا مَّا تَذَكَّرُونَ ٣﴾ [الأعراف: 3]

"تم لوگ اس چیز کی اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آتی ہے، اور اللہ تعالی کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو"۔

نیز فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَهَٰذَا كِتَٰبٌ أَنزَلۡنَٰهُ مُبَارَكٞ فَٱتَّبِعُوهُ وَٱتَّقُواْ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُونَ ١٥٥﴾ [الأنعام: 155]

"اور یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے نازل فرمایا بڑی خیر وبرکت والی ہے، سو اس کی اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحمت ہو"۔

نیز اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمۡ كَثِيرٗا مِّمَّا كُنتُمۡ تُخۡفُونَ مِنَ ٱلۡكِتَٰبِ وَيَعۡفُواْ عَن كَثِيرٖۚ قَدۡ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٞ وَكِتَٰبٞ مُّبِينٞ ١٥﴾ [المائدة: 15]

"یقینا تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا جو تمہارے سامنے کتاب اللہ کی بکثرت ایسی باتیں ظاہر کر رہا ہے جنہیں تم چھپا رہے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے' تمہارے پاس اللہ تعالی کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔

﴿يَهۡدِي بِهِ ٱللَّهُ مَنِ ٱتَّبَعَ رِضۡوَٰنَهُۥ سُبُلَ ٱلسَّلَٰمِ وَيُخۡرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ بِإِذۡنِهِۦ وَيَهۡدِيهِمۡ إِلَىٰ صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٖ ١٦﴾ [المائدة: 16]

جس کے ذریعہ سے اللہ تعالی انہیں جو رضائے رب کے طلباگار ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے اور اپنی توفیق سے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہبری کرتا ہے"۔

اللہ تعالی ایک اور جگہ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ بِٱلذِّكۡرِ لَمَّا جَآءَهُمۡۖ وَإِنَّهُۥ لَكِتَٰبٌ عَزِيزٞ ٤١﴾ [فصلت: 41]

"جن لوگوں نے اپنے پاس قرآن پہنچ جانے کے باوجود اس سے کفر کیا' (وہ بھی ہم سے پوشیدہ نہیں)' یہ بڑی باوقعت کتاب ہے۔

﴿لَّا يَأۡتِيهِ ٱلۡبَٰطِلُ مِنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهِۦۖ تَنزِيلٞ مِّنۡ حَكِيمٍ حَمِيدٖ ٤٢﴾ [فصلت: 42]

جس کے پاس باطل پھٹک بھی نہیں سکتا نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے' یہ ہے نازل کردہ حکمتوں والے خوبیوں والے (اللہ) کی طرف سے۔

اللہ تعالی کا مزید ارشاد ہے:

﴿... إِلَيَّ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانُ لِأُنذِرَكُم بِهِۦ ....﴾ [الأنعام: 19]

"اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس قرآن کے ذریعے سے تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان سب کو ڈراؤں"

فرمان باری تعالی ہے:

﴿هَٰذَا بَلَٰغٞ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُواْ بِهِۦ ....﴾ [إبراهيم: 52]

" یہ قرآن تمام لوگوں کے لیے اطلاع نامہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے وہ ہوشیار کردیۓجائیں"۔

اس معنی کی بہت سی آیتیں ہیں' رسول اللہ صلى الله عليه وسلم کی صحیح احادیث میں بھی قرآن کو لازم پکڑنے اور اس پر کاربند رہنے کا حکم دیا گیا ہے' یہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جو شخص قرآن کو لازم پکڑے وہ ہدایت پر ہے اور جو اسے ترک کردے وہ گمراہ ہے۔

اور اسی میں سے نبی صلى الله عليه وسلم کی یہ صحیح حدیث ہےکہ آپ نے حجة الوداع کے خطبه میں فرمایا:

بلاشبہ میں تم میں وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رہے، تو گمراہ نہ ہو گے (اور وہ ہے) اللہ کی کتاب۔

اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

صحیح مسلم میں ہی زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں پہلے تو اللہ کی کتاب ہے اور اس میں ہدایت ہے اور نور ہےلہذا اللہ کی کتاب کو تھامے رہو اور اس کو مضبوط پکڑے رہو۔

غرضیکہ آپ ﷺ نے اللہ کی کتاب کی طرف رغبت دلائی اور اس کو لازم پکڑنے پر ابھارا، پھر فرمایا:

دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں۔

ایک اور روایت میں آپ نے قرآن کے بارے یہ ارشاد فرمایا:

وہ اللہ کی رسی ہے جو اس کو پکڑے رہے گا وہ سیدھی راہ پر رہے گا اور جو اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہی پر ہوگا۔

اور اس معنی کی حدیثیں بہت ہیں۔ صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے اہل علم اور اصحاب ایمان کا اس بات پر اجماع ہے کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتاب کو لازم پکڑنا‘ اس کے ذریعہ فیصلہ کرنا اور اس کی طرف رجوع کرنا واجب ہے‘ اس مسئلہ میں یہ دلیل اتنی کافی وشافی ہے کہ دیگر دلائل کو ذکر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

دوسری دلیل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث، صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے اہل علم اور اصحاب ایمان کے صحیح آثار واقوال

جہاں تک اس دوسری دلیل کی بات ہے: جو ان تین دلائل میں سے ایک ہے جن پر اجماع ہے، تو اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث، صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے اہل علم اور اصحاب ایمان کے صحیح آثار واقوال ہیں، وہ سب کے سب اس بنیادی دلیل پر ایمان رکھتے، اس سے دلیل پکڑتے اور امت کو اس کی تعلیم دیتے تھے۔ اسلاف کرام نے اس کی وضاحت کے لیے بہت سی کتابیں تالیف کی ہیں، اصول فقہ اور مصطلح کی کتابوں میں بھی اس پر روشنی ڈالی ہیں، اس دوسرے اصل کی دلیلیں بھی بے شمار ہیں، مثلا یہ کہ اللہ کی معزز کتاب میں آپ کی اتباع اور اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، یہ حکم آپ کے ہم عصروں اور آپ کے بعد آنے والے تمام لوگوں کے لیے ہے، کیوں کہ آپ سبھوں کے لیے اللہ کے رسول ہیں، اور قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کو آپ کی پیروی اور اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس لیے بھی کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کتاب اللہ کی تفسیر کرنے والے ہیں، اور اس میں جو احکام اجمالی طور پر آئے ہیں اپنے اقوال وافعال اور اپنی تقریرات کے ذریعہ ان کی وضاحت کرنے والے ہیں، اگر حدیث رسول نہ ہوتی تو مسلمانوں کو نماز کی رکعات، اس کی کیفیات اور واجبات کا علم نہ ہو پاتا، روزہ، زکاۃ، حج، جہاد اور بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے احکام کی تفصیلات بھی نہیں معلوم ہوتیں، اور نہ وہ یہ جان پاتے کہ معاملات اور محرمات کے تفصیلی احکام کیا ہیں اور ان سے متعلق اللہ نے کیا حدود اور سزائیں مقرر فرمائی ہیں۔

اس سے متعلق وارد قرآنی آیات:

اس سلسلے میں جو آیتیں وارد ہوئی ہیں، ان میں سورہ آل عمران کی یہ آیت بھی ہے:

﴿وَأَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُونَ ١٣٢﴾ [آل عمران: 132]

"اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"

نیز سورۃ النساء کی یہ آیت:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلًا ٥٩﴾ [النساء: 59]

"اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالی کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی اور تم میں سے اختیار والوں کی، پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ تعالی کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے"۔

سورۃ النساء ہی میں اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

﴿مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدۡ أَطَاعَ ٱللَّهَۖ وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ عَلَيۡهِمۡ حَفِيظٗا ٨٠﴾ [النساء: 80]

"اس رسول کی جو اطاعت کرے اسی نے اللہ تعالی کی فرمانبرداری کی اور جو منہ پھیر لے تو ہم نے آپ کو کچھ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا"

اگر آپ کی حدیث ناقبل حجت ہوتی یا آپ کی ساری احادیث غیر محفوظ ہوتیں، تو آپ کی اطاعت کرنا اور لوگوں کے مختلف فیہ معاملات کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف پھیرنا کیسے ممکن ہوتا، اگر اس قول کو درست مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں کو ایسی چیز کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے جس کا وجود ہی نہیں۔ یہ ایک باطل ترین قول اور اللہ کے ساتھ عظیم ترین کفر اور اس کے تئیں بد گمانی ہے۔

اللہ عز وجل نے سورۃ النحل میں ارشاد فرمایا:

﴿... وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝٤٤﴾ [النحل: 44]

"یہ ذکر ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کردیں، شاید وہ غور وفکر کریں"

نیز اسی سورہ میں اللہ نے یہ بھی فرمایا:

﴿وَمَآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ ٱلَّذِى ٱخْتَلَفُوا۟ فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝٦٤﴾ [النحل: 64]

"اس کتاب کو ہم نے آپ پر اس لیے اتارا ہے کہ آپ ان کے لیے ہر اس چیز کو واضح کردیں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اور یہ ایمان والوں کے لیے رہنمائی اور رحمت ہے"

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی جانب نازل کردہ کتاب کو کھول کھول کر بیان کرنے کی ذمہ داری بھی دیں اور آپ کی حدیث کا نہ وجود ہو یا نہ اس میں کوئی حجت ہو؟

اسی طرح اللہ تعالی نے سورۃ النور میں فرمایا:

﴿قُلۡ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَۖ فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَإِنَّمَا عَلَيۡهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيۡكُم مَّا حُمِّلۡتُمۡۖ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهۡتَدُواْۚ وَمَا عَلَى ٱلرَّسُولِ إِلَّا ٱلۡبَلَٰغُ ٱلۡمُبِينُ﴿٥٤﴾﴾ [النور: 54]

"کہہ دیجئے کہ اللہ تعالی کا حکم مانو، رسول اللہ کی اطاعت کرو، پھر بھی اگر تم نے روگردانی کی تو رسول کے ذمے تو صرف وہی ہے جو اس پر لازم کردیا گیا ہے اور تم پر اس کی جوابدہی ہے جو تم پر رکھا گیا ہے، ہدایت تو تمہیں اسی وقت ملے گی جب رسول کی اطاعت کرو۔ سنو رسول کے ذمے تو صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے"۔

اللہ تعالی نے اسی سورہ میں ارشاد فرمایا:

﴿وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُونَ﴿٥٦﴾﴾ [النور: 56]

"نماز کی پابندی کرو، زکاۃ ادا کرو اور اللہ تعالی کے رسول کی فرمانبرداری میں لگے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"

سورۃ الأعراف میں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿قُلۡ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّي رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيۡكُمۡ جَمِيعًا ٱلَّذِي لَهُۥ مُلۡكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۖ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحۡيِۦ وَيُمِيتُۖ فَـَٔامِنُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِ ٱلنَّبِيِّ ٱلۡأُمِّيِّ ٱلَّذِي يُؤۡمِنُ بِٱللَّهِ وَكَلِمَٰتِهِۦ وَٱتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُونَ١٥٨﴾ [الأعراف: 158]

" آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی اتباع کرو تاکہ تم راہ پر آجاؤ"

یہ آیتیں واضح طور پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ہی ہدایت اور رحمت حاصل ہوسکتی ہے‘ آپ کی سنت پر عمل کیے بغیر یا یہ کہہ کر کہ آپ کی احادیث کی کوئی صحت ثابت نہیں یا ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا‘ یہ کیسے ممکن ہے‘

اللہ عز وجل نے سورۃ النور میں فرمایا:

﴿لَّا تَجۡعَلُواْ دُعَآءَ ٱلرَّسُولِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَآءِ بَعۡضِكُم بَعۡضٗاۚ قَدۡ يَعۡلَمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمۡ لِوَاذٗاۚ فَلۡيَحۡذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنۡ أَمۡرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمۡ فِتۡنَةٌ أَوۡ يُصِيبَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٌ٦٣﴾ [النور: 63]

"سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے"

اور اللہ نے سورۃ الحشر میں فرمایا:

﴿... وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمۡ عَنۡهُ فَٱنتَهُواْۚ ...﴾ [الحشر: 7]

"اور جو کچھ تمہیں رسول دے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ"

اس معنی کی آیتیں بہت ہیں اور ساری آیتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی اطاعت کرنا اور آپ کی لائی ہوئی شریعت (حدیث) کی پیروی کرنا واجب ہے، جیسا کہ سابقہ آیتیں کتاب اللہ کی اتباع کرنے، اسے لازم پکڑنے، اور اس کے اوامر ونواہی کی اطاعت کرنے پر دلالت کرتی ہیں، قرآن وسنت دو لازم وملزوم مصادر ہیں، جس نے ان میں سے کسی ایک کا انکار کیا اس نے دوسرے کا بھی انکار کیا اور اسے جھٹلایا، جوکہ کفر، گمراہی اور دائرہ اسلام سے خارج ہونا ہے، اس پر اہل علم اور اصحاب ایمان کا اجماع ہے۔

اس سلسلے میں وارد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث

آپ کی اطاعت اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کی پیروی کے وجوب اور آپ کی نافرمانی کی تحریم کے سلسلے میں تواتر کے ساتھ حدیثیں وارد ہوئی ہیں، یہ وجوب اور تحریم آپ کے ہم عصروں کے ساتھ ساتھ قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لیے ہے، مثال کے طور پر صحیحین میں وارد ابو ہریرۃ رضی اللہ کی یہ حدیث کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی"۔

اور صحیح بخاری کی یہ حدیث کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری امت کے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے مگر جو انکار کرے گا۔ صحابہ کرام نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ کون ہے جو انکار کرے گا؟ آپ نے فرمایا:جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے یقیناً انکار کیا۔

احمد، ابوداود اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ مقدام بن معدی کرب سے اس حدیث کو روایت کیا ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

خبردار! مجھے قرآن کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز بھی دی گئی ہے۔ سنو!عنقریب ایسا ہو گا کہ ایک شکم سیر (آسودہ حال) آدمی اپنے تخت یا دیوان پر بیٹھا کہے گا کہ اسی قرآن کو اختیار کر لو، جو اس میں حلال ہے اسے حلال جانو اور جو اس میں حرام ہے اسے حرام سمجھو۔

ابو داود اور ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے، کہ ابو رافع نے اپنے والد سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا:

ہرگز ایسا نہ ہو کہ میں تم میں سے کسی کو پاؤں کہ وہ اپنے تخت یا دیوان پر بیٹھا ہو اور اس کے پاس میرے احکام میں سے کوئی حکم پہنچے جس کا میں نے حکم دیا ہو یا اس سے منع کیا ہو تو وہ کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے، ہم تو کتاب اللہ میں جو پائیں گے، اسی پر عمل کریں گے۔

حسن بن جابر فرماتے ہیں کہ میں نے مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن کچھ چیزوں کو حرام قرار دیا اس کے بعد فرمایا: عنقریب (ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ) تم

میں سے کوئی شخص مجھے جھٹلائے گا اور وہ اپنے تخت پر ٹیک لگائے بیٹھا ہوگا، اسے میری کوئی حدیث سنائی جائے گی تو کہے گا: ہمارے اور تمہارے درمیان (فیصلہ کرنے والی) اللہ عزوجل کی کتاب ہے۔ ہمیں اس میں جو چیز حلال ملے گی، اسے حلال مانیں گے اور جو چیز اس میں حرام پائیں گے، ہم اسے حرام قرار دیں گے۔ سن لو! جو کچھ اللہ کے رسولﷺ نے حرام فرمایا، وہ بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح اللہ کا حرام کیا ہوا۔

اس حدیث کو حاکم، ترمذی اور ابن ماجه نے صحیح سند سے ذکر کیا ہے۔

تواتر کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ احادیث وارد ہوئی ہیں کہ آپ خطبہ میں اپنے صحابہ کو یہ وصیت کیا کرتے تھے کہ چاہیے کہ حاضر شخص یہ تعلیمات غیر موجود کو پہنچا دے کیونکہ بسا اوقات براہ راست سننے والےسے وہ شخص زیادہ یاد رکھتاہے جسے بعد میں حکم پہنچایا جائے۔

مثال کے طور پر صحیحین کی یہ حدیث کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجة الوداع کے موقع سے جب عرفہ کے دن اور قربانی کے دن لوگوں کو خطاب فرمایا تو ان سے کہا:

چاہیے کہ حاضر شخص یہ تعلیمات غیر موجود کو پہنچا دے کیونکہ بسااوقات براہ راست سننے والے سے وہ شخص زیادہ یاد رکھتاہے جسے بعد میں بات پہنچائی جاتی ہے۔

اگر آپ کی حدیث اس شخص پر حجت نہ ہوتی جو اسے سنے اور جس تک وہ پہنچے، اور اگر وہ قیامت تک باقی رہنے والی نہ ہوتی تو آپ صحابہ

کرام کو سنت کی تبلیغ کا حکم نہ دیتے‘ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سنت کے ذریعہ اس کے سننے والے پر حجت قائم ہوجاتی ہےخواہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر ہو یا صحیح سند کے ساتھ اسے دوسروں تک منتقل کرنے والے راویوں کے ذریعہ ہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی قولی وفعلی سنت کی حفاظت کی اور اپنے بعد آنے والے تابعین تک انہیں پہنچایا اور تابعین نے اپنے بعد والوں تک پہنچایا‘ اسی طرح ثقہ علمائے کرام نسل در نسل اور صدی در صدی احادیث رسول کو منتقل کرتے رہے‘ انہوں نے ان احادیث کو اپنی کتابوں میں جمع کیا اور صحیح وضعیف حدیث کو واضح کیا‘ اس کی معرفت وآگہی کے لیے مشہور ومعروف قواعد وضوابط مقرر کیے‘ جن کے ذریعہ صحیح وضعیف حدیث میں تفریق کی جا سکے‘ اہل علم نے حدیث کی کتابوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا جیسے صحیحین اور دیگر کتابیں‘ ان کتابوں کی مکمل حفاظت کی‘ جس طرح اللہ پاک نے اپنی معزز کتاب کو بے کاروں کی بے کاری‘ ملحدوں کے الحاد اور باطل پرستوں کی تحریف سے محفوظ رکھا تاکہ اللہ پاک کا یہ فرمان سچ ثابت ہو کہ:

﴿إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا ٱلذِّكۡرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ ٩﴾ [الحجر: 9]

ہم نے ہی اس ذکر کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اللہ کی نازل کردہ وحی ہے‘ اللہ نے اسی طرح اس سنت کی حفاظت کی جس طرح اپنی کتاب کی حفاظت کی اور اس کے لیے علمائے نقد کو مسخر فرمایا‘ جو اس سے باطل پرستوں کی تحریف اور جاہلوں کی تاویل دور کرتے رہے اور

جاہلوں، جھوٹوں اور ملحدوں کے شائبوں سے اس کا دفاع کرتے رہے، کیوں کہ اللہ پاک نے اس سنت کو اپنی معزز کتاب کی تفسیر اور اس میں جو احکام اجمال کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، ان کی توضیح قرار دیا، نیز اس میں دیگر ایسے احکام بھی شامل فرمائے جن کی وضاحت قرآن مجید میں نہیں کی گئی ہے، جیسے رضاعت کے تفصیلی احکام، میراث کے بعض احکام، لڑکی اور اس کی پھوپھی اور لڑکی اور اس کی خالہ کو ایک ساتھ زوجیت میں رکھنے کی حرمت اور ان کے علاوہ دیگر ایسے احکام جن کا ذکر صحیح احادیث میں تو آیا ہے، لیکن کتاب اللہ میں نہیں آیا ہے۔

اس سلسلے میں صحابہ وتابعین اور ان کے بعد آنے والے اہلِ علم سے منقول آثار واقوال

سنت کی تعظیم اور اس پر عمل کرنے کے وجوب سے متعلق صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے اہل علم کے آثار واقوال کا ذکر۔

صحیحین میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور عربوں میں جنہیں مرتد ہونا تھا وہ مرتد ہوگئے، تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

اللہ کی قسم! میں ہر اس شخص سے قتال کروں گا جو نماز اور زکاۃ میں فرق کرے گا۔

توعمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا:

آ پ لوگوں سے کیسے جنگ کریں گے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

”مجھے حکم ملا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ کہیں: لَاإِلٰهَ إِلَّا الله، تو جس نے لَاإِلٰهَ إِلَّا الله کہا ، اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان محفوظ کرلی، سوائے حق اسلام کے“

تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

کیا زکاۃ مال کا حق نہیں ہے‘ قسم اللہ کی، یہ لوگ جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے اگر اس میں سے بکری کا ایک بچہ بھی روک لیا تو میں ان سے جنگ کروں گا۔

تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس وضاحت کے بعد میں بھی سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ جنگ کے لیے کھول دیا ہے اور اس وقت میں نے جانا کہ یہی حق ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس معاملہ میں ان کا ساتھ دیا‘ چنانچہ انہوں نے مرتدین سے قتال کیا یہاں تک کہ انہیں اسلام کی طرف لوٹنے پر مجبور کردیا اور جواپنی ردت پر مصر رہے وہ قتل کردئیے گئے‘ اس واقعہ میں سنت کی تعظیم اور اس پر عمل کے وجوب کی واضح ترین دلیل ہے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس دادی اپنی وراثت کے بار ے میں سوال کرنے آئیں تو آپ نے عرض کیا: کتاب اللہ میں تیرا کوئی حصہ نہیں بتایا گیا ہے اور میر ے علم کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تیر ے لیے کچھ طے نہیں کیا ہے‘ البتہ میں لوگوں سے دریافت کروں گا‘ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے دریافت کیا تو ان کے پاس ایک صحابی نے یہ گواہی دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی کو چھٹا حصہ دیا اور اس کے حق میں یہی طے کیا‘ عمر رضی اللہ عنہ اپنے امیروں کو یہ وصیت کیا کرتے تھے کہ کتاب اللہ کی روشنی میں لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کریں‘ اگر وہ مسئلہ کتاب اللہ میں نہ مل سکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ

کریں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ مسئلہ پیش آیا کہ کسی کے ظلم وتعدی کی وجہ سے جب عورت کے رحم سے جنین مردہ حالت میں گرجائے تو اس کا کیا حکم ہوگا؛ تو یہ مسئلہ آپ کو مشکل معلوم ہوا اور آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کا حکم دریافت کیا؛ چنانچہ محمد بن مسلمہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما نے یہ گواہی دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ میں یہ فیصلہ کیا کہ اس کی دیت ایک غلام یا ایک لونڈی ہے؛ بنابریں آپ رضی اللہ عنہ نے بھی یہ فیصلہ کیا۔

اور جب عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ مسئلہ در پیش ہوا کہ شوہر کی وفات کے بعد اس کے گھر میں عورت کے اپنی عدت گزارنے کا کیا حکم ہے تو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی بہن فریعہ بنت مالک بن سنان نے آپ کو بتایا کہ جب ان کے شوہر کی وفات ہوگئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں ہی رہیں یہاں تک کہ عدت پوری ہوجائے؛ تو آپ نے بھی یہی فیصلہ کیا۔

اسی طرح ولید بن عقبہ پر شراب نوشی کی حد نافذ کرنے کا فیصلہ بھی آپ نے حدیث کی روشنی میں ہی کیا؛ اور جب علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے منع کرتے ہیں تو علی رضی اللہ عنہ نے ایک ساتھ حج وعمرہ کا تلبیہ پکارا اور فرمایا: میں کسی شخص کے کہنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترک نہیں کرسکتا؛ جب بعض لوگوں نے حج تمتع کے سلسلے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے قول کو حجت کے طور پر پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ حج افراد کو افضل قرار دیتے ہیں تو ابن عباس نے کہا: قریب ہے کہ تمہارے اوپر آسمان سے پتھر برسا دیے جائیں؛ میں کہتا ہوں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم کہتے ہو: ابوبکر اور عمر نے کہا؛ جب ابو بکر وعمر کے قول کی بنیاد پر سنت کی مخالفت

کرنے والے کے بارے میں سزا وعقاب کا خدشہ ہوسکتا ہے تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جو ان سے کمتر لوگوں کے قول یا محض اپنی رائے اور اجتہاد کی بنیاد پر سنت کی خلاف ورزی کرتا ہے‘ جب کچھ لوگوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بعض احادیث کے سلسلے میں اختلاف کیا تو انہوں نے کہا: ہمیں عمر کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے یا سنت کی اتباع کا؟

ایک شخص نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے کہا: ہمیں کتاب اللہ کے بارے میں بتائیں جبکہ وہ حدیث کے بارے میں انہیں بتارہے تھے‘ تو آپ نے فرمایا: حدیث ہی کتاب الہی کی تفسیر ہے‘ اگر حدیث نہ ہوتی تو ہمیں معلوم نہ ہوتا کہ ظہر کی نماز چار رکعت‘ مغرب کی تین رکعت اور فجر کی دو رکعت ہے‘ اور نہ ہم زکاۃ جیسی ان عبادتوں کے تفصیلی احکام سے واقف ہوپاتے جن کا مفصل ذکر حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

حدیث کی تعظیم‘ اس پر عمل کے وجوب اور اس کی خلاف ورزی کی ممانعت میں صحابہ کرام سے بہت زیادہ آثار وارد ہیں‘ اس کی مثال یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی: **’’اپنی عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے نہ روکو۔‘‘** تو ابن عمر کے ایک بیٹے نے کہا: اللہ کی قسم! ہم تو ان کو ضرور روکیں گے۔ اس پرحضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ غصہ ہوئے اور اس کو سخت برا بھلا کہا، اور فرمایا: میں تمہیں رسول اللہﷺ کا فرمان بتا رہا ہوں اور تم کہتے ہو: اللہ کی قسم! ہم انہیں ضرور روکیں گے۔ اور جب عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، جوکہ صحابیِ رسول ہیں‘ اپنے کسی قریبی شخص کو کنکر سے نشانہ لگاتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے اس کو منع کیا اور کہا کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے کنکر کے ساتھ نشانہ بنانے سے منع کیا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا:"یہ نہ کسی جانور کو شکارکرتاہے،نہ دشمن کو ہلاک کرتاہے،البتہ یہ دانت توڑتاہے۔اور آنکھ پھوڑتا ہے۔" پھر عبد اللہ بن مغفل

نے دیکھا کہ اس شخص نے دوبارہ یہی کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے تم کو حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور تم پھر کنکر ماررہے ہو! اللہ کی قسم! میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا۔

بیہقی نے جلیل القدر تابعی ایوب سختیانی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

جب آپ کسی شخص کو حدیث سنائیں اور وہ کہے کہ اسے چھوڑو، ہمیں قرآن کے بارے میں بتاؤ تو جان جائیں کہ وہ گمراہ انسان ہے۔

اوزاعی رحمہ اللہ کا قول ہے: سنت قرآن کی تفسیر وتوضحیح کرتی ہے، یا اس میں جو حکم مطلقاً بیان کیا گیا ہے اسے مقید کرتی ہے، یا ایسے احکام ذکر کرتی ہے جن کا ذکر قرآن میں نہیں آیا ہے، جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے:

﴿... وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٤٤﴾﴾ [النحل: 44]

"یہ ذکرہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کردیں، شاید کہ وہ غور وفکر کریں"۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث گزر چکی ہے:

مجھے قرآن اور اس جیسی ایک اور وحی (حدیث) دی گئی ہے۔

بیہقی نے عامر شعبی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں سے کہا: اگر تم آثار کو ترک کردوگے تو ہلاک ہوجاؤگے۔ اس سے ان کی مراد صحیح احادیث تھیں۔ بیہقی نے ہی اوزاعی رحمه الله سے روایت کیا کہ انہوں نے اپنے کسی شاگرد سے کہا: جب رسول الله صلى الله عليه وسلم کی کوئی حدیث تمہیں مل جائے تو اس کے علاوہ کوئی دوسری رائے ہرگز ظاہر نہ کرو، کیوں کہ رسول الله صلی الله علیه وسلم الله تعالی کی جانب سے ہی پہنچانے والے تھے۔

بیہقی نے جلیل القدر امام سفیان بن سعید ثوری رحمه الله سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: سارا علم فقط علم حدیث میں محصور ہے۔

مالک رحمه الله نے فرمایا: ہم میں سے ہر کوئی رد کرنے اور رد کیے جانے کے لائق ہے، سوائے اس قبر والے کے، یہ کہہ کر آپ نے رسول الله صلى الله عليه وسلم کی قبر کی طرف اشارہ کیا۔

ابو حنیفه رحمه الله کا قول ہے:

جب رسول الله صلى الله عليه وسلم کی حدیث مل جائے تو سر آنکھوں پر۔

شافعی رحمه الله فرماتے ہیں:

جب میں رسول الله صلى الله عليه وسلم سے کوئی صحیح حدیث روایت کروں اور اسے (اپنے قول وعمل میں) اختیار نہ کروں تو میں آپ سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میری عقل مفقود ہوچکی ہے۔

شافعی رحمه الله نے مزید فرمایا:

اگر میں کوئی ایسا قول کہوں جس کے بر خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث موجود ہو تو میرے قول کو دیوار پر مار دو،

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنے کسی شاگرد سے کہا:

نہ تم میری تقلید کرو، نہ مالک کی اور نہ شافعی کی، بلکہ تم بھی وہیں سے مسائل مستنبط کرو جہاں سے ہم نے کیا،

امام احمد رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

مجھے ایسے لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو حدیث رسول کی سند اور اس کی صحت سے واقف ہوتے ہیں، اس کے باوجود سفیان (کی رائے) اختیار کرتے ہیں، جبکہ اللہ پاک فرماتا ہے:

"سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں وہ فتنہ میں نہ پڑ جائیں یا انہیں درد ناک عذاب نہ پہنچے"

آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس آیت میں فتنہ سے مراد کیا ہے؟

فتنہ سے مراد شرک ہے، اگر اس نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی کسی حدیث کو ٹھکرا یا تو خدشہ ہے کہ اس کے دل میں گمراہی کی بیج پڑجائے اور وہ ہلاک ہوجائے،

بیہقی نے جلیل الشان تابعی مجاہد بن جبر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اللہ پاک کے اس فرمان کی تفسیر میں فرمایا:

"اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ، اللہ تعالی کی طرف اور رسول کی طرف"

فرمایا: اللہ کی طرف لوٹانے سے مراد قرآن کی طرف لوٹانا ہے اور رسول کی طرف لوٹانے سے مراد حدیث کی طرف لوٹانا ہے۔

بیہقی نے زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

ہمارے جو علمائے کرام گزر گئے ہیں وہ کہا کرتے تھے کہ سنت کو مضبوطی سے تھامے رہنے میں ہی نجات ہے۔

موفق الدین بن قدامہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب روضۃ الناظر میں احکام کے اصول ودلائل کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

ادلہ کے مابین دوسری اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حجت اور دلیل ہے کیوں کہ آپ کے معجزے آپ کی صداقت کی دلیل ہیں، اور اللہ نے آپ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے اور آپ کی خلاف ورزی سے منع فرمایا ہے۔

مطلوبہ عبارت ختم ہوئی۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اللہ تعالی کے اس فرمان کی تفسیر میں فرمایا:

"سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں وہ فتنہ میں نہ پڑ جائیں یا انہیں درد ناک عذاب نہ پہنچے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مراد آپ کا راستہ، منہج، طریقہ، سنت اور شریعت ہے، چنانچہ تمام اقوال وافعال کو آپ کے اقوال وافعال کے میزان پر پرکھا جائے گا اور جو قول وعمل اس کے موافق ہوگا اسے قبول کیا جائے گا اور جو اس کے خلاف ہوگا اسے اس کے کہنے اور کرنے والے پر لوٹا دیا جائے گا خواہ وہ جو کوئی بھی ہو،

جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

جس نے ایسا عمل کیا، ہمارا دین جس کے مطابق نہیں تو وہ مردود ہے۔

یعنی جو شخص باطنی یا ظاہری طور پر شریعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی کرے اسے اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ

کہیں اس پر کوئی آزمائش نہ آ پڑے۔

یعنی ان کے دل میں کہیں کفر یا نفاق یا بدعت کا فتنہ نہ پڑ جائے۔

یا اسے درد ناک عذاب نہ آپہنچے۔

یعنی دنیا میں قتل کی شکل میں یا حد کی شکل میں یا قید وبند کی شکل میں یا اس جیسی کسی اور شکل میں'

جیسا کہ امام احمد نے روایت کیا کہ عبد الرزاق نے ہم سے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ معمر نے ہم سے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہمام بن منبہ نے ہم سے بیان کیا' وہ فرماتے ہیں:

ہم سے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری اورتمہاری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی، جب اس کے گرد روشنی ہوئی تو اس میں کیڑے اور یہ جانور جو آگ میں گرتے ہیں، گرنے لگے اور وہ شخص ان کو روکنے لگا، لیکن وہ نہ رکے اور اس میں گرنے لگے۔ یہ مثال ہے میری اور تمہاری، میں تمہاری کمر پکڑ

کر آگ سے روکتا ہوں اور کہتا ہوں کہ آگ کے پاس سے چلے آؤ تو تم نہیں مانتے اور اسی میں گھسے جاتے ہو۔

بخاری ومسلم نے اس حدیث کو عبد الرزاق کی سند سے روایت کیا ہے۔

سیوطی رحمہ اللہ اپنی کتاب مفتاح الجنة فی الاحتجاج بالسنة میں فرماتے ہیں:

آپ جان لیجیے -اللہ آپ پر رحم فرمائے- کہ جو شخص اس بات کا انکار کرے کہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خواہ قولی ہو یا فعلی، وہ اپنے معروف شرط کے ساتھ شریعت کے مآخذ میں حجت کی حیثیت رکھتی ہے، تو اس نے کفر کیا اور دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا اور اس کا حشر یہود ونصاری یا اللہ کی مشیت کے مطابق کسی کافر فرقہ کے ساتھ ہوگا۔

مطلوبہ عبارت ختم ہوئی۔

سنت کی تعظیم اور اس پر عمل کے وجوب اور اس کی خلاف ورزی کی ممانعت میں صحابہ کرام، تابعین عظام اور ان کے بعد آنے والے اہل علم سے آثار واقوال بہت زیادہ منقول ہیں۔

مجھے امید ہے کہ ہم نے جو آیتیں، حدیثیں اور آثار ذکر کیے ہیں، وہ حق کی جستجو کرنے والے کے لیے کافی وشافی ہیں۔

ہم اپنے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے پسندیدہ کاموں کی توفیق عطا کرے، اپنے غضب کے اسباب سے ہمیں محفوظ رکھے، اور ہم سب کو صراط مستقیم کی رہنمائی فرمائے، یقینا وہ سننے والا قریب ہے۔

اللہ کا درود وسلام نازل ہو اس کے بندہ ورسول ہمارے نبی محمد، آپ کے اہل وعیال، صحابہ اور احسان کے ساتھ آپ کی پیروی کرنے والوں پر۔

عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز

رحمہ اللہ

فہرستعناوین

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل واجب ہے اور اس کا منکر کا فر ہے 1

مقدمہ...3

....3

احکام کو ثابت کرنے کی معتبر دلائل...................................4

پہلی دلیل: 4

دوسری دلیل:...7